التمدن الاسلامی (ج ۴) کی تلخیص ہے۔ "نگار" کا مشہور "خدا نمبر" (۵۶ء) اصل میں محمد اسحاق صدیقی کی تحقیق و تالیف ہے۔ مصطفیٰ کامل مصری کی کتاب: المسئلۃ الشرقیہ کو مولانا مودودی نے نوعمری میں ترجمہ کیا، اشاعت کے لیے نیاز تک پہنچا، تو انھوں نے اسے اپنے نام سے شائع کر دیا۔ (ڈاکٹریٹ کی ڈگری پانے والی مصنفہ نے مصطفیٰ کامل کو مصطفیٰ کمال پاشا بنا دیا ہے، (ص ۳۳۹)۔ غالباً اس لیے کہ نیاز پر ان کے پیش رو محقق امیر عارفی نے بھی مصنف کا نام مصطفیٰ کمال پاشا ہی لکھا ہے)۔ اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ نیاز کے جاری کردہ رسالے "جن" میں تحریریں مجنوں گورکھپوری کی ہوتی تھیں، مگر نام چھپتا تھا "نیاز فتح پوری" کا؟

یہ اور اس طرح کے دیگر بہت سے مبینہ "الزام" نیاز کی زندگی میں تسلسل کے ساتھ سامنے آئے، محترمہ کی ذمہ داری تھی کہ وہ اپنی محبوب شخصیت کے دامن کے ان چھینٹوں کو دھوتیں، یا پھر حقیقت کا اعتراف کر لیتیں۔ بہرحال اس مقالے سے نیاز فتح پوری کی زندگی اور ان کی علمی اور ادبی کاوشوں پر بہت کچھ معلومات سامنے آتی ہیں۔ (سلیم منصور خالد)

مغربی افریقہ کی تحریک جہاد، ڈاکٹر احمد محمد کانی۔ مترجم: ڈاکٹر ظفر الاسلام خان۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ عربک سٹڈیز، پوسٹ بکس ۹۷۰۱ نئی دہلی۔ صفحات: ۱۰۱۔ قیمت: درج نہیں۔

یہ کتاب سوڈانی دانش ور اور مورخ ڈاکٹر احمد محمد کانی کی عربی کتاب "الجہاد الاسلامی فی غرب افریقیا" (قاہرہ ۱۹۸۷) کا اردو ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر کانی نائیجیریا کی احمدو بیلو یونی ورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر ہیں۔ انھوں نے مختصراً یہ بتایا ہے کہ وسطی سوڈان میں اسلام کی آمد، سولھویں صدی میں مسلم مملکت برنو کے قیام اور اس خطے میں اسلام کی پیش رفت میں وہاں کے علما کے کردار نے راہ ہموار کی۔ خصوصاً شیخ عثمان بن فودی (۱۷۵۴-۱۸۱۷) کی اصلاحی کوششوں اور ان کی تحریک جہاد کا اس میں بڑا حصہ ہے۔ شیخ عثمان کی دعوت بہت سادہ اور عام فہم تھی: "ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اصلاح اپنے آپ سے شروع کرے۔ خود کو فرائض کا پابند بنائے اور حرام کے ارتکاب سے دور رہے اس کے بعد اپنے گھر والوں اور اعزہ و اقارب کو تعلیم دے۔ پھر اپنے پڑوسیوں، بستی والوں اور علاقے کے لوگوں کو یہاں تک کہ پوری دنیا میں اسلامی تعلیمات کو عام کر دے"۔ ہوسا کے حکمرانوں کے معاندانہ رویے کے باوجود انھوں نے ۱۸۰۴ میں اس علاقے میں پہلی اسلامی مملکت خلافت صوکتو کے قیام کا اعلان کر دیا، اور گوناگوں مشکلات اور آزمایشوں کے باوجود وہ مستقل مزاجی سے اور حکمت کے ساتھ اصلاح و جہاد کی تحریک کو آگے بڑھاتے رہے۔ وہ صاحب قلم بھی تھے۔ سو سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ انھوں نے اجتہاد کرتے ہوئے حکام کی تصاویر لگانے کو جائز قرار دیا۔ ان کے خیال میں ملک کے عمومی مفاد اور عوام کے دلوں پر اثرانداز ہونے کے لیے اس میں کوئی حرج نہ تھا۔ وہ عمر بھر مالکی